Vol.4 No.4 2021

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

کووڈ-19 میں فارسی نظم "شہر خالی" کے اردو ابلاغی ادب پر اثرات

IMPACT OF PERSIAN POEM “*SHEHR KHALI*” ON URDU COMMUNICATION LITERATURE IN COVID-19 PANDEMIC

ڈاکٹر حمیرا شہباز

شعبۂ فارسی، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد، پاکستان

Abstract:

Literature provides significant insights into how people have dealt with the trauma of pandemics in the past. Just like the pandemic, which cannot differentiate the rich from poor and the black from yellow, literature has gained popularity beyond the boundaries of colour, creed, cast and code. In the covid-19 (corona virus) pandemic scenario of 2020-2021 there has been a sharp uptick in the popularity of literary works, dealing with crises, from around the world. Especially electronic media is blown with literary expressions to convey the feelings in the form of communication literature. Dari (Afghan Persian) song Shehr Khali gained extra ordinary popularity on Urdu electronic social media. Its reflection is evident in certain write-ups, news columns and its several Urdu translations are also available online.

This paper deals with the analytical study of these translations and the electronic media literary Urdu Content influenced with this poem. Although in its nature this poem depicts the pandemic environment from human history, yet in actual it is a narration by an Afghan poet-singer Amir Jan Sabori, lamenting on socio-political environment of his city in Afghanistan, devastated as a result of decades of war. In its feel this song is no way less than the world in Covid-19 global lock down.

Key words: Pandemic, Covid-19, electronic media, corona virus, Afghan Persian, Dari, *Shehr Khali*, Urdu, translation, Amir Jan Sabori, Afghanistan, communication literature.

ملخص:

ادب کی غایت اصلی، ابلاغ ہے۔ جدید ورقی اور برقی ذرائع ابلاغ پر عموماً وقتی طور پر ابھرنے والے مسائل زیر بحث آتے ہیں ، جس کے نتیجے میں لمحہ بہ لمحہ ابلاغی ادب منظر عام پر آتا ہے ۔ کووڈ-19 (کوروناوائرس) کا ظہور عالمی سطح پر انسانی زندگی کو شدید طور پر متاثر کرتے ہوئے زبان و ادب کے نئے موضوعات اور رجحانات کو جنم دے چکا ہے۔ آج پوری دنیا'کووڈ-19' کی تباہی کاریوں کے سبب افغان شاعر امیر جان صبوری کے فارسیِ دری زبان کے گیت،*شہر خالی* کی مجسم تصویر بن چکی ہے۔اس مقالہ میں فارسی دری گیت *شہر خالی* کے برقی ذرائع ابلاغ پر موجود اردو متون، جیسے آن لائن اخبارات کے کالم، سماجی رابطے کی وبگاہوں کے مضامین، تراجم، ویڈیو اور آڈیو پوسٹس کے متون پر کووڈ-19 کی مناسبت سے اس گیت کے اثرات پر بحث کی گئی ہے ۔ اس مقالے میں اس گیت سے منسوب کئی غلط العام روایات پر تحقیق اور معروف شاعر و ادبی نقاد و ترجمہ شناس جان ڈرائیڈن (1700-01631ء) کی مجوزہ ترجمہ کی اقسام کے پیش نظر اس گیت کے اردو تراجم کا تنقیدی مطالعہ کیا گیاہے۔ یہ مقالہ اردو ابلاغی ادب کی اہمیت اور اس کی دیگر زبانوں کے ادب سے اثر پذیری پر دلالت کرتا ہے۔

کلیدی کلمات:

اردو ابلاغی ادب، فارسی دری، کورونا، کووڈ-19، برقی ذرائع ابلاغ، ترجمہ، جان ڈرائیڈن، افغانستان، امیر جان صبوری، کالم نگاری

ادب، بے نشاں راہگزر نہیں بلکہ ادب، فانی انسان کی باقی داستان ہے جو انسان کی خوش گزارنیوں کے ساتھ ساتھ اس پر بیتنے والی آسمانی آفتوں، وباؤں اور جنگوں کا حال بھی بتاتا ہے۔ ادب پارہ باذوق سامعین اور قارئین کے لیے ہی تخلیق کیا جاتا ہے۔(صدیقی،1985) جس کا مقصد مسرت، اخلاق، سیاسی، سماجی، اقتصادی یا مذہبی اصلاح، یا بہر کیف زندگی کی ترجمانی، تنقید تفسیر یا تشریح ہے۔

شہر خالی کی ادبی اہمیت:

فارسی شاعری کی مختلف اقسام ہیں۔*شہر خالی* فارسی شعر نو کی ایک قسم ہے، جس کو "تصنیف" بھی کہا جاتا ہے۔ اکثر ایسے موسیقار جو شاعر بھی ہوں عموماً تصنیفی شاعری کرتے ہیں، یعنی پہلے اس کی موسیقی ترتیب دیتے ہیں اور پھر اس کے وزن پر شعر کہتے ہیں، جس کو "معر" بھی کہا باتا ہے۔ عموماً ایسے شعرِ نو کا وزن تو ہوتا ہے لیکن قافیہ اتنا اہم نہیں ہوتا۔ اس گیت *شہر خالی* کے مصرعے بھی چھوٹے بڑے ہیں، کسی حد تک قافیہ کی پابندی بھی ہے، اور وزن بھی۔

Vol.4 No.4 2021
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

شہر خالی کے موضوع کی اہمیت:

شہر خالی افغان شاعر، گلوکار اور موسیقار امیر جان صبوری کی تخلیق کردہ نظم ہے۔ امیر جان صبوری کا تعلق افغانستان کے صوبہ، ہرات سے ہے اور سماجی رابطے کی ایک ویب سائٹ کے مطابق، امیر جان صبوری کچھ عرصہ کینیڈا میں مقیم رہے اور آجکل ازبکستان میں قیام پذیر ہیں۔(ویب گاہ،2020)"شاعر کا کام تخلیق ہے، تشریح یا تصحیح نہیں۔(صدیقی،1985) البتہ ایک اعلیٰ تخلیق ہر دور سے اپنے لیے مطابقت پا لیتی ہے۔ یہ نظم بنیادی طور پر بیرونی حملہ آوروں کے ہاتھوں بار بار تباہ و برباد ہونے والے افغانستان کے شہر ہرات کا نوحہ ہے لیکن اس گیت میں پنہاں بربادی، ویرانی، مجبوری کے موضوعات کرونا بیماری سے پیدا ہونے والی موجودہ صورتحال (2020-21ء) پر پوری طرح سے صادق آتے ہیں۔ سماجی رابطے کی ایک ویگاہ پر ایک مضمون بعنوان: *شہر خالی، جادہ خالی، کوچہ خالی، خانہ خالی* ، میں لکھاری، عبد الخالق بٹ، اس گیت کے موضوع کی کووڈ کی صورتحال سے مطابقت پر لکھتے ہیں:

> " 'کورونا' کے شور میں تاجستانی گلوکارہ 'نگارہ خالاوہ' کی غزل کا زور ہے۔ جس کا مطلع ہے: شہر خالی، جادہ خالی، کوچہ خالی، خانہ خالی – جام خالی، سفرہ خالی، ساغر و پیمانہ خالی غزل میں کوچہ و بازار کی ویرانی کا ماتم اور دوستوں کی محفلیں اُجڑ جانے کا نوحہ ہے۔ نہیں معلوم اس غزل کے خالق 'امیر جان صبوری' کو کن... تلخیوں کا سامنا تھا کہ ان کے جذبات یوں شعر میں ڈھال گئے۔ مگر سچ تو یہ ہے کہ 'کورونا' کی تباہی کاریوں کے سبب آج پوری دنیا ہی اس شعر کی مجسم تصویر بن چکی ہے۔"(بٹ،2020)

شہر خالی کی مقبولیت:

اس نظم کو ایک دہائی سے بھی زیادہ عرصہ قبل امیر جان صبوری نے خود آواز بخشی۔ اور بعد میں تاجیک گلوکارہ نگارا خالوا نے اپنی پرسوز آواز سے اس گیت کو پھر سے پر تاثیر بنا دیا۔ اوریا مقبول جان اس گیت کی گائیکی کی تعریف میں لکھتے ہیں:

> "جس شہر میں عاشق رسول اور فارسی نعت گوئی کے سردار عبدالرحمن جامی نے عمر گزاری ہو، جہاں مولانا روم کا بچپن اور جوانی بیتی ہو، اس شہر نے ایک ایسے شاعر کو جنم دیا جسکی اس نظم نے ایک ماہ سے مجھے اپنے سحر میں جکڑا ہوا ہے۔ امیر جان صبوری، شاعر تو ہے ہی لیکن اپنی غزلیں خود بلا کی خوبصورتی سے گاتا ہے اور انکی دھنیں بھی خود بناتا ہے۔ لیکن اسکی اس نظم کو اسی کی بنائی ہوئی دھن میں تاجکستان کی "نگوراخولوہ" نے جس درد سے گایا ہے وہ سینے میں زخم بن کر اتر جاتا ہے۔ ایک شاعری اس بلا کی ہے کہ اسے کسی ساز کی حاجت نہیں، بس دل سے درد کے ساتھ گانے کی حاجت ہے جسکا حق اس نے ادا کر دیا۔ "(جان،2020)

اپریل 2020 کے نوائے وقت کے کالم، *اچھی خبر* میں احمد بختیار *شہر خالی، جادہ خالی*۔۔ کے عنوان سے لکھتے ہیں:

> "کچھ تو اُس گیت کی شاعری ہی طرفہ تھی کہ اس پر گیت کا آہنگ اور سازینہ اور گانے والی کا لحن، آواز کی لرزش اور الفاظ کی ادائیگی اور پھر اُس کا حسبِ حال ہونا۔ بے اختیار منہ سے سبحان اللہ نکلا۔ آپ نے اگر یہ گیت نہیں سنا تو عہدِ حاضر پر میوزیکل ترانہ نہیں سنا۔ "(احمد،2020)

سماجی رابطے کی ایک ویب سائٹ پر ایک عام قاری کی کچھ یوں رائے ہے:

> "اب شئیر کر رہا ہوں، امیر جان صبوری کا لکھا ہوا ایک بہت ہی عمدہ گانا۔ جسے تاجک گلوکارہ نگارہ خالوا نے کمال عمدگی سے حقیقی درد میں پرو دیا ہے۔ "(میانداد،2020)

کرونا صورتحال میں انسٹاگرام، ٹویٹر، اور واٹس ایپ جیسے برقی ذرائع ابلاغ پر اس گیت کو مختلف تراجم کے ساتھ پیش کیا گیا۔ سماجی رابطے کی ویگاہ یوٹیوب کے اعداد و شمار کے مطابق اس گیت کی مختلف ویڈیوز کئی لاکھ ناظرین مشاہدہ کر چکے ہیں۔(یوٹیوب،2020)

شہر خالی کا غلط انتساب:

کامل ابلاغ کا دعویٰ ممکن نہیں لیکن صادق ابلاغ، ذرائع ابلاغ کا فریضہ ضرور ہے۔ معاشرتی احساسات کی درست ترجمانی ذرائع ابلاغ کی ذمہ داری ہے۔ ابلاغ صدق کے عہد کی پاسداری برقی ذرائع ابلاغ میں عموماً کا متاثر ہوتی نظر آتی ہے اور تصدیق کے عدم رجحان کی بابت غلط العام روایات طاقت پکڑتی چلی جاتی ہیں۔ ذرائع ابلاغ

کے بیشتر صارفین نے اس شعر کے پہلے مصرعے میں لفظ " حافظ" کو بطور تخلص جان کر اس گیت کو معروف ایرانی شاعر حافظ شیرازی کی تخلیق قرار دیا۔گیت کے آخری شعر میں شاعر اپنے محبوب کو دعوت دیتا ہے:

بازآ تا بر در حافظؒ سر اندازیم

گل برافشانیم و می در ساغر اندازیم

یعنی:اے مرے محبوب تم پھر سے آؤ تو ہم مل کر حافظ شیراز کے در پر جا بیٹھیں گے اور گل وساغر کی محفل سجائیں گے۔

حتیٰ کہ معروف کالم نگار ہارون الرشید، اپنے کالموں کے سلسلے "*ناتمام*" میں سے ایک کالم بتاریخ 6 مئی 2019ء کے کالم بعنوان "*جنہیں راستے میں خبر ہوئی*"، میں ایک سفر کا حال درج کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"صبح سویرے ڈاکٹر امجد ثاقب نے حافظ شیرازی کی ایک غزل کی وڈیو بھیجی۔ سوز و گداز میں رچی آواز اور غم سے بوجھل شاعری۔۔۔ حافظ کی اس غزل کے اشعار نے دیر تک کہرام بپا رکھا۔ شہر خالی، جادہ خالی، کوچہ خالی، خانہ خالی جام خالی، سفرہ خالی "(الرشید،2020)

اس گیت کے اس آخری شعر میں حافظ کے مندرجہ ذیل مصرعے کی تضمین ضرور کی گئی ہے:

بیا تا گل برافشانیم و می در ساغر اندازیم (شیرازی،1398)

جبکہ علامہ اقبال نے اپنی نظم "*طلوعِ اسلام*" میں حافظ کا پورہ شعر تضمین فرمایا ہے:

بیا تا گل بیفشانیم وے در ساغر اندازیم

فلک راسقف بشگافیم و طرحِ دیگر اندازیم (اقبال،2007)

کووڈ-19 کی صورتحال میں اس حسب حال گیت کا برقی ذرائع ابلاغ پر بہت چرچا رہا اور بیسیوں مضامین، کالم اور تراجم اس گیت کے پس منظر میں لکھے گئے ۔

شہر خالی اور اردو کالم نگاری:

کو وڈ-19 کے ظہور سے قبل بھی پاکستان کے سیاسی، معاشی، معاشرتی زوال کے تناظر میں یہ گیت اہل ذوق کی توجہ کا مرکز رہا۔ جید اردو قلمکار اپنے کالموں میں اس گیت میں چھپے بربادی، ویرانی اور ہجرت کے مضامین کو موضوع بنا چکے ہیں۔ 14 مئی 2019 کو، اوریا مقبول جان بسلسلۂ کالم *حرف راز* ، میں، *شہر کیوں سائیں سائیں کرتا ہے*، کے عنوان سے لکھتے ہوئے اس گیت کا ذکر کرتے ہیں:

"گذشتہ ایک ماہ سے ایک فارسی نظم نے یوں ذہن کو اپنے سحر میں لیا ہے کہ بار بار سننے سے بھی تسلی نہیں ہوتی۔جی چاہتا ہے اس نظم کی کیفیت میں دیر تک دنیا ومافیہا کو بھول کر پڑا رہوں یا پھر کسی اجڑے شہر کی خالی پگڈنڈیوں پر اسے گنگناتا ہوا گھومتا رہوں۔۔یقیناً کوئی افغانستان میں بسنے والا ہی ایسے کرب سے آشنا ہو سکتا ہے جہاں گزشتہ چالیس سال سے خون اور بارود کی بو کے سوا کچھ نہیں آتا۔"(جان،2020)

اسی کالم میں اوریا مقبول جان نے چند دن قبل چھپنے والے ہارون الرشید کے کالم "*جنہیں راستے میں خبر ہوئی*" میں اس نظم کے حوالے کا ذکر کرتے ہیں:

"برادر بزرگ کے ہارون الرشید نے دو شعر کالم میں تحریر کئے تھے لیکن اس نظم کا یہ حق ہے کہ اسے پوری تفہیم کے ساتھ مکمل قارئین کو پیش کیا جائے تاکہ درد کی اس دنیا میں چند لمحے وہ بھی گزاریں شہر خالی، جادّہ خالی، کوچہ خالی، خانہ خالی۔۔۔" (ایضاً)

اپریل 2020 کے نوائے وقت کے کالم *اچھی خبر* میں احمد بختیار *شہر خالی، جادہ خالی۔۔*کے عنوان سے لکھتے ہیں:

"سمجھ میں نہیں آتا کرونا کو کیا کہوں؟ بُرا کہوں کہ بہت بُرا کہوں یا۔۔۔۔۔پھر اچھا کہوں؟ اسی کشمکش میں تھا کہ تاجکستان کی ایک بلبلِ آفریدہ کا گایا ایک حسبِ حال گیت کانوں میں رس گھول گیا۔"(احمد،2020)

شہر خالی اور اردو انشاء نگاری:

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.4 No.4 2021

خود راقم نے بھی ماہنامہ *ہلال* کے لیے کووڈ-19 کے لاک ڈاؤن کے ابتدائی لاک ڈاؤن (ماہ مئی 2020ء) میں *شہر خالی* کے عنوان سے مضمون تحریر کیا۔اس مضمون کی کیفیت لاک ڈاؤن جیسی ہی ہے لیکن مضون کے آخر میں موسم بسنت کی مناسبت سے ویران آسمان پر ایک رنگین پتنگ کو لہراتا دیکھ کر یوں امید کا مضون باندھا گیا ہے:

"ہاں!!!
میں نے ابھی ابھی دیکھا ہے------
صدیوں سے لمبی ساعتوں تک بالکونی کے شیڈ پر ٹپکنے والی قطرہ قطرہ بارش کے بعد------
بادل چھٹے ہیں----
دھوپ کی اجنبی کرنوں سے آنکھیں مانوسیت پیدا کرنے لگی ہیں---
اپنی بے چارگی پر رحمت خداوندی کی بہار آتی دیکھی ہے---
مہکتی فضاں کو چیرتی، شکر گزار نظر آسمان کی بلندیوں کی طرف اٹھ رہی ہے---
اور میں نے ابھی ابھی دیکھی ہے--
رنگینی نو بہار سے سرشار، ایک رنگین پتنگ---
بادِ نو بہاری میں لہرا رہی ہے---
جس کی ڈور یقیناً ایسے انسان کے ہاتھ میں ہے جو رحمت خداوندی سے قطعاً مایوس نہیں!!! "(شہباز، 2020)

شہر خالی کے مختلف متون اور اردو تراجم کا تحلیلی مطالعہ:

جان ڈرائڈن کے اصول ترجمہ کے مطابق روش کے اعتبار سے تراجم تین اقسام کے ہوتے ہیں، لفظی ترجمہ، بامحاورہ اور تفسیری یا اقتباسی ترجمہ۔(انوشہ، 1396) اردو زبان و ادب کی سماجی رابطے کی مختلف ویگاہوں پر اس گیت کا فارسی متن اور مختلف روشوں پر کیے گئے تراجم معمولی تفاوت کے ساتھ ملتا ہیں۔اور بظاہر یہ تفاوت فارسی زبان اور اس گیت کے فارسی دری اور تاجیکی لہجے سے نسبتاً کم آشنائی کی وجہ سے صورت پذیر ہوا ہے۔ذیل میں انٹرنیٹ پر گوگل کی تلاش کے نتائج سے تین مقبول ترین ویب گاہوں سے چنیدہ فارسی متون کے اردو تراجم کا تطبیقی مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔ان کا مکمل فارسی دری متن اس امکان کے تحت درج کیا جا رہا ہے تا کہ مرور زمانہ کے ساتھ ان متون کے ان سماجی ویب گاہوں سے حذف ہونے کی صورت میں یہ زیر تحقیق مواد محفوظ و میسر رہے۔متن اور ترجمے کی ترتیب، ویب سائٹ پر درج متن کے انداز پر ہی ہے :

متن و ترجمہ اول: یہ متن گوگل سرچ کے نتائج میں پہلا متن ہے جو مصرع بہ مصرع اردو ترجمہ کے ساتھ موجود ہے۔یہ ترجمہ نوعیت کے اعتبار سے سلیس، رواں اور کافی حد تک لفظی ترجمہ ہے۔یہ متن کووڈ-19 کی صورتحال کے بعد گلوبل لاک ڈاؤن میں منظر عام پر آیا۔ احمد بختیار اس متن کے لکھاری، اپریل 2020 کے نوائے وقت کے کالم، *اچھی خبر*، میں *شہر خالی، جادہ خالی*۔۔۔کے عنوان سے لکھتے ہیں:

"میں نے کوشش کی ہے کہ اس کلام کا اُردو ترجمہ بھی کر دیا جائے تا کہ فارسی سے ایک عرصے سے ناآشنا قوم کسی حد تک آشنا ہو جائے۔جیسا کہ اس کلام میں ایک مصرع آتا ہے، ع آشنا' ناآشنا شد۔یعنی جو جاننے والے تھے، انجان بن گئے"۔ (احمد، 2020)

اس دری متن کی خوبی یہ ہے کہ مصنف نے متعدد درست تلفظ میں معاونت کے لیے کئی مقامات پر اعراب لگانے کا اہتمام کیا ہے:

شہر خالی، جادہ خالی، کوچہ خالی، خانہ خالی
شہر خالی، رستہ خالی، گلیاں خالی، گھر بھی خالی
جام خالی، سُفرِہ خالی، ساغر و پیمانہ خالی
جام خالی، میز خالی، ساغر و پیمانہ خالی
کوچ کردہ دستہ دستہ آشنایان عندلیباں
کوچ کر گئے دوستوں کے قافلے اور بلبلیں

Vol.4 No.4 2021
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

باغ خالی،بغچہ خالی،شاخہ خالی،لانہ خالی
باغ خالی،کنج خالی،شاخ خالی اشیانہ خالی
وائے از دنیاچہ یار از یار می ترسد
کیازمانہ آگیاہے یار کو ترسے ہے یار
عاشق از آوازہ دل دار می ترسد
اپنے ہی دل دار کی آواز کو ترسے ہے یار
غنچہاے تشنہ از گل زار می ترسد
پیاسے غنچے اب گُل وگُلزار کو ترسیں
شہسوار از جادہ ہموار می ترسد
شہسوار اب رستہ ہموار کو ترسیں
پنجۂ خُنیاں گر اں از تار می ترسد
ساز گر کی انگلیاں اب تار کو ترسیں
ایں طبیب از دیدنِ بیمار می ترسد
حد ہے یہ کہ ڈاکٹر بیمار کو ترسے
شہر خالی،جادہ خالی،کوچہ خالی،خانہ خالی
جام خالی،سُفرہِ خالی،ساغر وپیمانہ خالی
سازہا بر شکست ودردِ شاعر اں از حد گرفت
ساز ٹوٹے شاعروں کارنج و غم حد سے گیا
سال ہائے انتظاری بر من وتو بد گزشت
برسوں گذرے تیرا میر اانتظار بھی بد تر ہوا
آشنا نا آشنا شُد تا بلے گفتن بلا شد
جاننے والے بھی انجان کسی کا ہاں کہنا دشوار
چشمہ ہا خشکید ودریا خستہ گیر ودر گرفت
سوکھے چشمے اور دریا، آسماں گرد وغبار
آسمان افسانہ مارابہ دستِ کم گرفت
اب ہماری داستاں بھی کوئی سنتا ہی نہیں
جام ہا جوش نہ دارد، عشق آغوشے نہ دارد
پیالے میں جوش نہیں، عشق کو آغوش نہیں
بر من وبرنالہ ہا یم ہیچ کس گوشے نہ دارد
نالے میرے بیکار، کوئی گوش بھی وانہ ہُوا
گریہ کردہ،نالہ کردہ حلقہ بر ہر در زدم
گریہ ونالہ وفریاد کرتا ہر در پر گیا
سنگ سنگ کلبۂ ویرانہ را بر سر زنم

Vol.4 No.4 2021
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

ہر ویران کھنڈر کے ہر سنگ پر اپنا سر مارا

آب از آبِ نہ جنبید، خفتہ در خوابِ نہ جنبید

پانی نے جنبش نہ کی، کوئی خوابیدہ بیدار نہ ہُوا

شہر خالی، جادہ خالی، کوچہ خالی، خانہ خالی---------

باز آ تا کاروانِ رفتہ باز آید

لوٹ آؤ تا کہ لوٹیں جانے والے قافلے

باز آ تا دلبرانِ ناز باز آید

لوٹ آؤ پھر اُٹھائیں ناز اہلِ ناز کے

باز آ تا مطرب و آہنگ و ساز آید

لوٹ آؤ تا کہ لوٹے مطرب و آہنگ و ساز

با گُل افشانان از دل نواز آید

پھول برساؤ کہ واپس آ رہا ہے دل نواز

باز آ تا بر درِ حافظ سر اندیم

لوٹ آؤ حافظِ شیراز کے آگے ہو جاؤں سپر انداز

گُل بیفشانیم و مے در ساغر اندازیم

پھول برساؤں اور ساغر میں مے اندازیم "(ایضاً)

متن وترجمہ دوم: ماہنامہ ہلال کے اپریل 2020 کے شمارے میں راقم کا ایک مضمون، *شہر خالی* کے عنوان سے چھپا جو ماہانہ مجلہ *ہلال* کی ویب سائٹ پر بھی موجود ہے۔ یہ نثری ترجمہ تفسیری روش پر کیا گیا ہے جو کہ اصل متن کے معنی سے تو وفادار ہے لیکن اس کی ساخت سے نہیں۔ نوعیت کے اعتبار سے یہ ایک تشریحی ترجمہ ہے، جس کو مترجم نے لفظی طور پر ترجمہ کرنے کے بجائے کووڈ-19 کی صورتحال سے منطبق کر کے پیش کیا ہے:

شہر خالی، جادہ خالی، کوچہ خالی، خانہ خالی

جام خالی سفرہ خالی، ساغر و پیمانہ خالی

یعنی شہر ویراں، رستے خالی، کوچہ و بازار بے آواز، حتی خانہ خدا بھی خالی، خوشیوں کے جام، ملن کے میلے، ساغر و پیمانے بھی خالی۔۔۔

پھر آواز ابھرتی ہے۔۔۔

کوچ کردہ دستہ دستہ

آشنایان، عندیبان

باغ خالی باغیچہ خالی، شاخہ خالی لانہ خالی

آہستہ آہستہ، گروہ در گروہ، تمام آشنا چہرے، عندلیب لہجے، جانے کہاں جا بسے، تبھی تو باغ خالی، باغیچے خالی، شجر اور گھونسلے خالم خالی۔۔۔

وای از دنیا کہ یار از یار می ترسد

غنچہ ہای تشنہ از گلزار می ترسد

عاشق از آواز دیدار می ترسد

پنج خنیاگران از خار می ترسد

شہسوار از جادہ ہموار می ترسد

این طبیب از دیدن بیمار می ترسد

Vol.4 No.4 2021
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

ہائے رے ایسی دنیا!!! یار یار سے، عاشق دلدار سے، گل گلزار سے، مضراب تار سے، مسافر راہ ہموار سے، طبیب بیمار سے خوف کھائے، ہائے!۔۔۔

سازہا بشکست و درد شاعران از حد گذشت

سالہای انتظاری بر من و تو بد گذشت

آشنا نا آشنا شد تا بلی گفتن بلا شد

تمام ساز ٹوٹ گئے، شاعروں کا درد حد سے گزر گیا، برسوں جیسے طویل انتظار کے لمحے، ہم تم سے کاٹے نہیں کٹتے، کیا وقت آ گیا ہے، آشناؤں سے نا آشنائی برتنی پڑ رہی ہے، اب تو اچھوں کی اچھائی میں بھی سوناد دیدہ، جان لیوا بلاؤں کا خدشہ ہے۔۔۔

گریہ کردم نالہ کردم

حلقہ بر ہر در زدم

سنگ سنگ کلبہ ی ویرانہ را بر سر زدم

آب از آبی نجنبید خفتہ در خوابی نجنبید

شہر خالی جادہ خالی کوچہ خالی خانہ خالی

جام خالی سفرہ خالی ساغر و پیمانہ خالی

فطرت نے اپنے ہر روپ میں، ہر در پر دستک دی، کبھی ہوا، تو کبھی بارش، اور کبھی دھوپ کے روپ میں۔۔۔، لیکن اس کی آہ وزاری سے کوئی جنبش نہیں، گویا سب انسان کسی گہرے خواب میں چلے گئے ہیں، تبھی تو شہر ویران، رستے خالی، کوچہ و بازار بے آواز، حتیٰ خان خدا بھی خالی، خوشیوں کے جام، ملن کے میلے، ساغر و پیمانے بھی خالی۔۔۔

چشمہ ہا خشکید و دریا خستگی را دم گرفت

آسمان افسانہ ما را بہ دست کم گرفت

جام ہا جوشی ندارند عشق آغوشی ندارد

بر من و بر نالہ ہایم ہیچ کس گوشی ندارد

شہر خالی جادہ خالی کوچہ خالی خانہ خالی

جام خالی سفرہ خالی ساغر و پیمانہ خالی

انسان کے لیے بہتے چشموں، دریاؤں کی روانی کوئی معنی نہیں رکھتی، اس آسمانی آفت نے انسان پر اس کی ہیچ وقعت اور کم مائیگی کو ثابت کر دیا ہے۔۔۔

ہائے کیا وقت ہے کہ محبت بھری آغوش خالی ہے، اپنے اپنوں سے کتراتے ہیں، کوئی کسی کے دکھ سکھ کا ساتھی نہیں۔۔۔ چاہے تو بھی نہیں۔۔

کیونکہ شہر ویران، رستے خالی، کوچہ و بازار بے آواز، حتیٰ خان خدا بھی خالی، خوشیوں کے جام، ملن کے میلے، ساغر و پیمانے بھی خالی۔۔۔

باز آ تا کاروان رفتہ باز آید

باز آ تا دلبران ناز ناز آید

باز آ تا مطرب و آہنگ و ساز آید

تا گل افشانان نگار دلنواز آید

باز آ تا بر در حافظ سر اندازیم

گل بہ افشانیم و می در ساغر اندازیم

فطرت پھر سے، گلی کوچوں میں اس گئے وقت کو۔۔۔ کہ شاید وہ زندگی کے کارواں پھر سے لوٹ آئیں، وہ حسین چہرے پھر سے اس دنیا کی رونقوں کو بحال کر سکیں، پکارتی ہے۔۔۔ لوٹ آ، اے عہد رفتہ۔۔۔ لوٹ آ کہ پھر سے خوشیوں کے گیت فضاؤں میں گھل جائیں۔۔۔ لوٹ آ کہ پھر سے مل کر درِ حافظِ شیراز پر رونق افزا ہوں، کہ شہر حافظ، شیراز کی بہار ہمیشہ سے بے مانند رہی ہے، وہاں کے گل و گلزار کا کوئی ثانی نہیں رہا۔۔۔ "(شہباز، 2020)

Vol.4 No.4 2021
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

متن وترجمہ سوم: اس گیت کا ایک ترجمہ 9 جون 2019ء کو نوائے وقت میگزین میں، پاکستان کے معاشی و اقتصادی بحران کے تناظر میں "آشوبِ وطن" کے عنوان سے منظر عام پر جس کو پروفیسر ضیاء المظہری نے ترجمہ کیا۔ یہ ایک منظوم اور بامحاورہ ترجمہ ہے۔ مترجم نے اپنا نام بھی بطور تخلص ترجمہ میں استعمال کیا ہے۔ ویب سائٹ پر اس مطبوعہ ترجمہ کی تصویر دی گئی اور پھر اس کا فارسی دری متن بھی درج کیا ہے، جس سے مترجم نے استفادہ کیا ہے:

"آشوبِ وطن

(ماخوذ)

پروفیسر ڈاکٹر ضیاء المظہری

شہر خالی رستے خالی گلیاں خالی خانہ خالی
جام خالی میز خالی ساغر و پیمانہ خالی
چل دیئے ہیں دوستوں اور بلبلوں کے قافلے
باغ خالی شاخیں خالی اور خالی گھونسلے
وائے اے دنیا کہ یار اب یار سے ڈرنے لگے
پیاسے غنچے اپنے ہی گلزار سے ڈرنے لگے
عاشق اب محبوب کے دیدار سے ڈرنے لگے
موسیقار اب ساز ہی کے تار سے ڈرنے لگے
شہسوار اب رستہء ہموار سے ڈرنے لگے
دیکھنے کو چارہ گر بیمار سے ڈرنے لگے
ساز ٹوٹے اور دردِ شاعراں حد سے بڑھا
شاق گذرا ہم پہ تم پہ انتظارِ سال ہا
جو شناسا تھے ہمارے ہو گئے نا آشنا
ایسا کہنا بھی ہے جیسے کوئی آفت یا بلا
نال و شیون کیا ہر در پہ دی میں نے صدا
خاکِ ویرانہ سے اپنے سر کو آلودہ کیا
پھر بھی ساکت پانیوں میں کوئی نہ حرکت ہوئی
خواب غفلت میں جو ڈوبے آنکھ نہ ان کی کھلی
خشک چشمے ہو گئے دریا بہت ہی کم رواں
آسمان بھی ہنس دیا سن کر ہماری داستاں
عشق محروم حبیب جام خالی جوش سے
ہمدرد کوئی بھی نہیں جو میرے نالے کو سنے
لوٹ آؤ تا کہ لوٹیں جانے والے قافلے
لوت آؤ پھر اٹھائیں ناز اہلِ ناز کے
لوٹ آؤ تا کہ لوٹے مطرب و آہنگ و ساز
زلف پھیلاؤ کہ لوٹے پھر نگارِ دل نواز

در پہ حاضر مظہریؔ ہوں حافظِ شیراز کے
پھول برسیں چھلکیں ساغر مے ءِ خوش انداز کے "(المظہری،2020)

شہر خالی کے مختلف اردو تراجم کا تنقیدی مطالعہ:

اس فارسی دری گیت کی مقبولیت کی ایک وجہ یہ بھی ہے کا اس کے متن کی بہت سی لغات اردو سے مشترک ہے، جس نے اردو بولنے والے عام قاری کو کسی حد تک اس گیت کے مطالب کا فہم بخشا، جیسے: شہر، کوچہ، جام، خالی، ساغر وپیمانہ، باغ، باغچہ، یار، دلدار، عاشق، غنچہ، گلزار، ہموار، تار، طبیب، بیمار، ساز، درد، شاعر، سال، انتظار، بلا، چشمہ، آسمان، افسانہ، کم، جوش، آغوش، خواب، کاروان، دلبر، ناز، مطرب، آہنگ، ساز، لنواز وغیرہ۔ ان الفاظ کو بیشتر اردو مترجمین نے بعین ہی استعمال کیا ہے۔

اس گیت کی بہت سی لغات ایسی بھی ہے جن کے اردو متبادل موجود بھی ہیں لیکن کئی مترجمین نے ان کو اسی طرح سے استعمال کیا ہے اور اردو شعر وادب سے خاص شغف رکھنے والے قارئین کے لیے یہ فارسی لغات بغیر ترجمہ بھی قابل فہم ہے، جیسے: خانہ (گھر)، جادہ (رستہ)، سفرہ (میز، دستر خوان)، دستہ دستہ (گروہ در گروہ)، آشنایان (دوست احباب)، عندلیبان (بلبلیں)، شاخہ (ٹہنیاں)، لانہ (گھونسلہ)، تشنہ (پیاسا)، آب (پانی)، شہسوار (مسافر)، خنیہ گر (ساز گر)، پنجہ (مضراب)، من وتو (میں اور تم)، بلا (مصیبت)، دریا (سمندر)، خستگی (تھکان)، دست (ہاتھ)، نالہ (فریاد)، گوش (کان)، حلقہ (زنجیر)، سنگ (پتھر)، خفتہ (سویا ہوا)، گل (پھول)، در (دروازہ)، می (شراب)، ساغر وغیرہ۔

بہت سی مشترک لغات کے باوجود عام اردو قاری کے لیے فارسی افعال کو سمجھنا مشکل ہے۔کچھ گیت میں کچھ ایسے افعال ہیں جن میں ایسے مشترک اشارے ہیں جو مفہوم سمجھنے میں مدد کرتے ہیں، جیسے کوچ کردہ (کوچ کرنا)، بشکست (شکستہ ہونا)، از حد گزشت (حد سے گزرا)، بد گذشت (برا گزرا)، خشکید (خشک ہوا)، گریہ کردہ (گریہ کرنا)، بر سر زدن (سر پر مارنا)، سر انداز یم (سر جھکائیں) وغیرہ۔ لیکن کئی جگہوں پر اس لفظی مماثلت نے مترجمین کو غلط فہمی میں بھی مبتلا کیا، جیسے فارسی مصدر "ترسیدن" کا اردو میں مطلب ڈرنا، خوف کھانا ہے لیکن، متن نمونۂ اول کے مترجم نے اس کو ہر بار "ترسنے "یعنی کسی چیز کی حسرت کے معنی میں ترجمہ کیا ہے جیسا کہ ترجمہ میں آیا ہے:" شہسوار اب ہموار رستے کو ترسیں "، جبکہ اصل مفہوم یہ ہے کہ " شہسوار ہموار رستے سے ڈرنے لگے ہیں "

کچھ محاورات عام قاری کے لیے یکسر نامانوس ہیں، بلے گفتم بلا شد، بدست کم گرفت، حلقہ بر ہر در زدم، آب از آب نجنبید، سنگ سنگِ کلبۂ ویرانہ رابر سر زدم، دریا خستگی رادم گرفت وغیرہ، جن کی تفہیم کے لیے ترجمہ کا سہارا لینا ناگزیر ہے۔

نتیجہ:

اس تحقیق سے اخذ کیا جاسکتا ہے کہ، برقی ابلاغی ادب موقتی مگر مقبول ادب ہے جس کی مثال کووڈ-19 کی صورتحال اس گیت کی بے انتہا مقبولیت اور دیگر اصناف ابلاغی ادب پر اس کے گہرے اثرات ہیں۔ نامیاتی ادب کی تعبیرات وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ صورتحال کے پیرائے میں ڈھلتی رہتی ہیں۔ دہایاں بیت جانے کے بعد بھی زندہ شاعری سے قاری خود اپنے لیے مطابقت اخذ کر لیتے ہیں۔ اسی لیے افغانستان کے جنگی ماحول کے پس منظر میں لکھا گیا یہ گیت، عالمی وبا کووڈ-19 کے ماحول سے بھی مطابقت رکھتا ہے۔

برقی ابلاغی ادب کی تاثیر کوتاہ مدت سہی لیکن مؤثر تر ہوتی ہے۔ اردو ابلاغی ادب کی اس فارسی دری گیت سے اثر پذیری اس امر کی غمازی کرتی ہے کہ اردو زبان وادب ہمیشہ کی طرح آج بھی فارسی کے سحر میں ہے جس کی وجہ فارسی زبان کی وسعت اور طاقت بیان ہے۔ شاید اسی لیے آج جب دنیا اجتماعی طور پر کورونا کی صورت میں ایک عالمی چیلنج سے گزر رہی ہے تو برقی ذرائع ابلاغ پر اس احساس کی نزدیک ترین ترجمانی فارسی نظم میں ہی درک کی گئی۔ البتہ بعض مقامات پر غیر معیاری ترجمہ یا فارسی سے مناسب واقفیت نہ ہونے سے اس دلاویز نغمہ کی معنویت کسی حد تک مجروح ہوئی ہے۔

2020-21ء میں ویرانی دنیا کا سبب کوئی انسان ساختہ جنگ نہیں ہے لیکن یہ جنگی بربادیوں کے نتیجے میں تخلیق ہونے والا ادب آسمانی آفتوں کی بربادیوں کا بھی ترجمان ثابت ہوا۔ آسمانی آفت کو امر الٰہی سمجھ کر اس پر صبر کرنا شاید انسان کے لیے آسان ہے لیکن کشمیر، شام، فلسطین، افغانستان اور دیگر ممالک میں انسان کی جنگ پسندی نے جس ادب کو تخلیق کیا ہے اس میں شامل کرب آسمانی آفتوں کے رد عمل سے کہیں بڑھ کر محسوس ہوتا ہے۔ آسمانی آفتیں انسانی ہلاکتوں پر منتج ہوتی ہیں لیکن انسانی آفتیں تہذیبوں کو مسخ کرتی ہیں اسی لیے جب تہذیبیں ویران وبرباد ہوتی ہیں تو گیت بھی اجڑ جاتے ہیں۔

حوالہ جات:

کتب:

1. اقبال، محمد،(2007ء)کلیات اقبال اردو،اقبال اکادمی،پاکستان،لاہور، ص 307
2. انوشہ، حسن،(1376ش)فرھنگنامہ ادب فارسی،ج2،وزارت فرہنگ، تہران،1376ش،ص339
3. شیرازی،حافظ،(1388ش)دیوان حافظ شیرازی،بہ کوشش دکتر خلیل خطیب رہبر،(تہران،انتشارات صفی علیشاہ)،ص ۵۱۰
4. صدیقی،ابوالاعجاز حفیظ،(1985ء)کشاف تنقیدی اصطلاحات ،مقتدرہ قومی زبان،اسلام آباد، ص 4۔

مجلہ:

1. شہباز، حمیرا،(2020ء)شہر خالی،ہلال ماہانہ میگزین،اسلام آباد،ص74-76

ویب گاہ:

1. احمد،بختیار،"شہر خالی،جادہ خالی۔۔۔"، 29اپریل2020 ، https://www.nawaiwaqt.com.pk/29-Apr-2020/1153589 ، (8اکتوبر2020)
2. الرشید،ہارون،"جنہیں راستے میں خبر ہوئی"،6مئی2019، www.roznama92news.com، https://(22اکتوبر2020)
3. المظہری،ضیاء،"آشوب وطن"،https://blog.eyeacuity.com/aashoob-e-watan، (17 نومبر2020)
4. بٹ،عبدالخالق، "شہر خالی،جادہ خالی،کوچہ خالی،خانہ خالی"،29مارچ2020 ، https://daleel.pk/tag/، (30نومبر2020)
5. جان،اوریا مقبول، "شہر کیوں سائیں سائیں کرتا ہے"،منگل 14 مئی 2019ء https://www.roznama92news.com، (17نومبر2020)
6. میانداد، امجد، "شہر خالی جادہ خالی"،8جون،2013، https://www.urduweb.org/mehfil/threads، (13نومبر2020)
7. یوٹیوب، www.youtube.com/results?search_query =شہر+خالی، (22اکتوبر2020)
8. یوٹیوب،۔https://www.youtube.com/watch?v=tgIhsukkwlg، (30نومبر2020)